



سوال

میں نے قاضی کے سامنے اپنی بیوی کو درج ذیل عبارت کہی: میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اس نے قاضی کے سامنے اعتراض کیا تھا، اور میں نے اسے یہ الفاظ کہے تو میں غصہ میں تھا اور میں طلاق کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی میری نیت طلاق تھی، لیکن قاضی نے میری بات نہیں مانی اور طلاق کا فیصلہ کر دیا کہ یہ طلاق بائن کبریٰ ہے میرے تو ہوش و حواس ہی اٹگئے اور مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں کیا کروں، چنانچہ میں نے موبائل کے ذریعہ بیوی اور سسرال والوں کو میسج کیا جس میں لکھا تھا: آپ کی بیٹی کو طلاق مبارک ہو کیا یہ صحیح ہے کہ طلاق بائن کبریٰ ہو چکی ہے یا نہیں؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے، اور دور و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

جب خاوند اپنی بیوی کو لپٹنے کے لیے حرام کر لے یعنی وہ لے: تم مجھ پر حرام ہو، تو کیا یہ ظہار ہوگا یا کہ طلاق یا اس میں قسم کا کفارہ؟

اس میں فقہاء کرام کا بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ اقوال نقل کیے ہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں بھی نقل کیے ہیں ان میں راجح قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے ظہار کی نیت کرے تو یہ ظہار ہوگا، اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور اگر قسم کی نیت رکھتا ہو تو یہ قسم کہلائیگی، اس لیے یہ اس کی نیت پر منحصر ہے جو نیت کریگا وہی معاملہ ہوگا، امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے یہی مستقول ہے اور اگر وہ اس سے کچھ نیت نہ لکھے تو پھر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مسلک یہی ہے

کفارہ واجب ہونے کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

"جب مرد اپنی بیوی کو لپٹنے کے لیے حرام کر لے تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کریگا

اور انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4911) صحیح مسلم حدیث نمبر (1473).

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جب کوئی شخص اپنی بیوی کو "تم مجھ پر حرام ہو" کہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی، اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا، اور اگر بیعت بغیر طلاق اور ظہار کے حرام ہونے کی نیت کی تو اس پر نفس لفظ کے ساتھ قسم کا کفارہ لازم ہوگا، لیکن یہ قسم نہیں کہلائیگی

اور اگر اس میں کچھ بھی نیت نہ کرے تو امام شافعی کے دو قول ہیں: ان میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئیگا، اور دوسری قول یہ ہے کہ: یہ لغو ہے اس میں کچھ نہیں اور اس کے نتیجہ میں کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا، ہمارا یہی مذہب ہے



اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ قول نقل کیے ہیں :

پہلا :

امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک میں مشہور یہ ہے کہ اس سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، چاہے عورت سے دخول ہو چکا ہو یا نہ ہو، لیکن اگر اس نے تین طلاق سے کم کی نیت کی تو غیر مدخولہ عورت کے لیے خاص طور پر قبول کیا جائیگا، ان کا کہنا ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید اور حسن اور حکم کا بھی یہی مسلک ہے..... الخ انتہی

چنانچہ مالکیوں کا مسلک یہ ہے کہ: اس حرمت سے تین طلاق واقع ہو جائیگی، تو اس طرح بیہوشی اور غائبی اور ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قاضی نے اسی مذہب کی بنا پر حکم لگایا ہے، اور آپ کے خاوند کے قول: "آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا حرام ہے" کو اس حرمت میں شامل کیا ہے جس میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے

مالکیہ نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے بھی زندگی بسر کرنا حرام قرار دیا اور اس سے اپنی بیوی کی نیت کی تو اس سے تین طلاق ہو جائیگی

دیکھیں: حاشیۃ الدسوقی (382/2) اور فتح العلی المالک (34/2).

ہم نے اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال میں سے وہ قول پیش کیا ہے جو راجح معلوم ہوتا ہے، اور اس مسئلہ میں نیت کی طرف اشارہ کرنا باقی ہے، اور اسی طرح قسم یا طلاق یا ظہار کی نیت میں فرق بھی

اس کے بارہ میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر کوئی قائل یہ کہے کہ: ان تین امور (یعنی طلاق، ظہار اور قسم) میں کیا فرق ہے؟

تو ہم کہیں گے: ان میں فرق یہ ہے کہ:

پہلی حالت: قسم میں اس نے حرام کرنے کی نیت نہیں کی لیکن ممانعت کی ایک قسم کی نیت کی ہے، یا تو معلق یا پھر غیر معلق، مثلاً وکے: اگر تم نے ایسے کیا تو تم مجھ پر حرام ہو، تو یہ معلق ہے، اس کا مقصد پھیلے بیوی کو حرام کرنا تھا، بلکہ اس کا مقصد تو بیوی کو اس کام سے روکنا اور منع کرنا ہے

اور اسی طرح یہ الفاظ: "تم مجھ پر حرام ہو" سے اس کا مقصد بیوی کو روکنا ہے، تو ہم یہ کہتے ہیں کہ: یہ قسم ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس چیز کو پھیلے حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں.....

پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنا واجب کر دیا ہے.

اللہ کا فرمان: اللہ نے آپ کے لیے جو حلال کیا ہے.

اس میں ما اسم موصولہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور یہ بیوی اور لونڈی اور لکھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کو شامل ہے، تو اس کا حکم قسم کا حکم ہے

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:



"جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم مجھ پر حرام ہو تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کریگا، اور اس کا اس آیت سے استدلال ظاہر ہے

دوسری حالت:

اس سے خاوند طلاق کا ارادہ رکھتا ہو اور "تم مجھ پر حرام ہو" یعنی میں تجھے چھوڑنے والا ہوں، اور وہ اپنے ساتھ نہ رکھنا چاہتا ہو، اور وہ ان الفاظ کے ساتھ اسے چھوڑنے کا ارادہ کرے تو یہ طلاق کہلائیگی اس لیے کہ یہ علیحدگی کے لیے صحیح، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی"

تیسری حالت:

اس سے ظہار کا ارادہ کیا ہو، ظہار کا معنی یہ ہے کہ وہ بیوی اس پر حرام ہے، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ظہار نہیں کیونکہ اس میں ظہار کے الفاظ نہیں ہیں

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ظہار ہے؛ کیونکہ بیوی سے ظہار کرنے والے کے قول کا معنی یہی ہے "تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو" اس کا معنی حرام کے علاوہ کچھ نہیں لیکن اس نے اسے حرمت کے سب سے اعلیٰ درجہ سے مشابہت دی ہے اور وہ ماں کی پشت ہے، اس لیے کہ یہ اس پر سب سے زیادہ حرام ہے تو یہ ظہار کہلائیگا "انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (476/5).

ہم نے یہ تین حالات اس لیے ذکر کیے ہیں کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں: میرا مقصد طلاق نہ تھی، حالانکہ فی الواقع وہ اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہے اور اسے اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتا، اور طلاق کا بھی یہی مقصد ہے

فقہی طور پر یہی ذکر کرنا ممکن ہوا ہے، پھر قضاء کے لیے مسائل کی حالت اور اس کے الفاظ کو دیکھا جائیگا اور اس کے ساتھ اس پر قرآن کو بھی مد نظر رکھا جائیگا، اس طرح کے مسائل کے حکم میں فقہاء کرام نے اختلاف کیا ہے، سنت نبویہ میں اس کی کوئی نص نہیں ملتی جس سے نزاع ختم ہو سکے لہذا اس میں آخری حکم قاضی کا ہوگا

اس لیے علماء کرام کا کہنا ہے: قاضی کا حکم جھکڑے کو ختم کر دیتا ہے "

لہذا آپ کے لیے قاضی کے فیصلہ پر عمل کرنا لازم ہے اور اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں

اور اگر آپ کو قاضی کے فیصلہ پر کوئی اعتراض ہے تو آپ عدالت سے رجوع کریں، اور اپنے موضوع میں نظر ثانی کرنے کی درخواست کریں

واللہ اعلم.

الشیخ محمد صالح المنجد

70443